اُمیداورروشنی کا استعارہ

تحریر......خالد بہزاد ہاشمی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اشرف مخلوق بنایا اور ایک اچھی اور عمدہ شکل وصورت کے ساتھ پیدا فرمایا اور جسم کو تمام ضروری اجزاء سے کمال خوبصورتی کے ساتھ مزین کیا اور ان میں ایک توازن واعتدال بھی برقرار رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی انہی عطا کردہ خصوصیات کی وجہ سے بظاہر کمزور انسان ستاروں پر کمند ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے اور ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

زندگی اُتار چڑھاؤ، نشیب وفراز اور عروج وزوال کا نام ہے۔ بسا اوقات انسانی زندگی میں اچانک کوئی غیر معمولی حادثہ رونما ہو کر راہِ حیات کا پورا منظر نامہ ہی الٹ دیتا ہے ایسے میں بڑے سے بڑے حوصلہ مند انسانوں کے قدم بھی لڑکھڑا جاتے ہیں ان کی زندگی ٹریک سے ہٹ جاتی ہے بلکہ زندگی کی کوئی سمت ہی نظر نہیں آتی لیکن چند ایسے بلند حوصلہ اور باہمت انسان بھی ہوتے ہیں جو زندگی میں آنے والے اچانک حادثہ کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیتے اوران مشکل ترین اور نامساعد حالات میں بھی اپنا راستہ خود نکالنے کی ہمت وحوصلہ رکھتے ہیں۔ ایسے ہی چند افراد میں امجد صدیقی بھی شامل ہیں جن کی ہنستی مسکراتی زندگی کئی دہائیاں قبل ٹریفک حادثات کے باعث یکسر بدل کر رہ گئی اور ان پر مصائب، مشکلات اور آلام کا کوہِ گراں ٹوٹ پڑا اور مشکل حالات میں قریبی دوست احباب بھی چھوڑ گئے لیکن امجد صدیقی کا اللہ تعالیٰ پر پختہ اور کامل یقین تھا اور وہ اس کی رحمت سے مایوس نہیں تھے۔

امجد صدیقی نے مفلوج وپیرالائزڈ ہونے کے باوجود خود کو دوسروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑا بلکہ اپنا وزن آپ اٹھانے کو ترجیح دی جو انتہائی دشوار کام تھا۔ یہ ان کی خود اعتمادی، ہمت، حوصلہ، صبر اور برداشت کا کڑا اور سنگین امتحان تھا کیونکہ پوری عمر پڑی تھی وہ چاہتے تو اس معذوری کے سہارے اوروں کے دستِ نگر بن کر باقی زندگی گزار دیتے لیکن وہ تو حفیظ جالندھری کے اس شعر کی عملی تفسیر تھے۔

لے چل ہاں منجدھار میں لے چل ، ساحل ساحل چلنا کیا
میں ، میرا ، تو فکر نہ کر ، میں خوگر ہوں طوفانوں کا

ان چار دہائیوں کے دوران کیا کیا مشکلات اور رکاوٹیں آئیں اس کا ذکر انہوں نے اپنی خودنوشت ''درد کا سفر'' میں بہت خوبصورتی سے کیا ہے اور زندگی کی باریک سے باریک جزئیات اور انسانی نفسیات کی خوب عکاسی کی ہے۔ وہ ایک ذمہ دار باپ اور معاشرے کے کارآمد شہری بھی ہیں اور زندگی کے چھوٹے بڑے تمام معاملات کو از خود دیکھتے اور انہیں حل کرتے ہیں۔ ''درد کا سفر'' زندگی سے مایوس، کم ہمت، کم حوصلہ، خود اعتمادی سے محروم افراد کے لئے روشن منزل اور اُمید کا استعارہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے لوگ یہ کتاب پڑھ کر یا امجد صدیقی سے مل کر رنگ ونور سے آراستہ اس زندگی کی طرف واپس لوٹ آئیں گے۔ بلاشبہ امجد صدیقی ہمارے معاشرے کا ایسا آئینہ ہیں جس میں معذور افراد کے علاوہ زندگی سے مایوس، کم ہمت اور ہارے ہوئے انسان امید کے جگمگاتے دیئے کی روشنی میں کارآمد زندگی کا پتہ بآسانی ڈھونڈ سکتے ہیں۔

آخر میں امجد صدیقی کی بلند حوصلگی، خود اعتمادی، صبر، ہمت، برداشت کو سلام۔ امید واثق ہے کہ ان کی یہ خودنوشت ''درد کا سفر'' قارئین کے لئے زندگی کے نئے دریچے اور افق وا کرے گی۔

خالد بہزاد ہاشمی

ایڈیٹر فیملی میگزین (نوائے وقت گروپ) لاہور

0300-4830309